مقاصد شریعت کے حصول کے لیے وسائل کی معرفت اور مکلفین کے مقاصد کی تصحیح

ڈاکٹر محمد نواز ☆

Abstract:

"Allah is the Wisest and His commandments are full of wisdom. Some commandments are beyond the understanding of ordinary increasingly followers, whereas the wise ones gain greater understanding of some other commandments. The wisdom gained by following the commandments is called the objectives of sharia. It is important to gain accurate understanding of the sources of achieving the objectives of sharia . This research article discusses the proper awareness of attaining those means which help in achieving the objectives of sharia and reformation of the objectives of the followers."

اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس حکیم ہے، اس کے احکام حکمت سے معمور ہیں۔ کچھ احکام کی حکمت عام مکلفین کے فہم سے بالاتر ہوتی ہے جبکہ کچھ احکام کی حکمت درجہ بدرجہ اہل فہم وبصیرت مکلفین کو حاصل ہوتی ہے۔ احکام پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہونے والی حکمتوں کو مقاصد شریعت کہا جاتا ہے۔ ان مقاصد شریعت کے حصول کے لیے جو وسائل و ذرائع اللہ تعالیٰ نے مقرر کیے ہیں ان کی معرفت صحیحہ کا حصول ناگزیر ہے۔ اسی طرح مقاصد شریعت کے حصول کے لئے مکلفین کے مقاصد کی تصحیح بھی ضروری ہے بصورت دیگر مقاصد شریعت کا حصول ناممکن ہوجاتا ہے۔ زیر بحث تحقیقی مقالہ میں مقاصدِ شریعت

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

کے حصول میں معاون ثابت ہونے والے وسائل کی معرفت صحیحہ اور مکلفین کے مقاصد کی تصحیح زیر بحث لائی جائے گی۔

مقاصد شریعت کے حصول کیلئے وسائل اور احکام موجود ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے اوامر ونواہی کی صورت میں متعدد انواع واسالیب میں نازل فرمایا ہے تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کے احکام شریعت کی کامل اتباع کریں اور کفر وعصیان سے باز آ جائیں۔ اوامر ونواہی کے متعدد اسالیب کے تکرار کے ضمن میں عزالدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"تَکَرُّرُ دَلَائِلِ الْاَمْرِ وَ النَّهْیِ وَتَضَافُرُهَا عَلٰی ذٰلِکَ یَدُلُّ عَلٰی اِهْتِمَامِ الشَّرْعِ بِذٰلِکَ الْمَأْمُوْرِ وَالْمَنْهِیِّ عَنْهُ وَاعْتِنَائِهٖ بِهِمَا وَاَکْثَرُ مَا وَقَعَ ذٰلِکَ فِی التَّقْوٰی لِکَوْنِهَا جَمَاعًا لِّخَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔"(۱)

(قرآن کریم میں بار بار اوامر ونواہی اور دوسرے ایسے احکام جو نہی اوامر ونواہی کے مؤید ہیں وہ اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ مامور بہ اور منہی عنہ انتہائی اہم امور ہیں۔ ان میں سے اکثر اوامر ونواہی تقوٰی کے بارے ہیں کیونکہ یہ دنیا وآخرت کی بھلائی کا سبب ہے۔)

اوامر ونواہی اور وعدہ ووعید ان امور کے بجالانے پر ابھارتے ہیں جو قرب الٰہی کا باعث بنتے ہیں اور ان امور سے باز رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دوری اور ناراضگی کا باعث بنتے ہیں کیونکہ انعام واکرام کے وعدے اطاعت الٰہی کے ساتھ ساتھ حصول ثواب کی ترغیب کا باعث ہیں جبکہ وعید سے متعلق احکام نافرمانی سے روکنے کے ساتھ ساتھ دنیاوی اور اخروی سزا وعقاب سے بھی ڈراتے ہیں۔ لہٰذا بندے امید اور خوف کے درمیان زندگی بسر کرتے ہیں۔

احکام الٰہی کا اصل مقصد حصول مصلحت اور درء مفسدت ہے۔(۲) ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَاِذَا تَأَمَّلْتَ شَرَائِعَ دِیْنِهِ الَّتِیْ وَضَعَهَا بَیْنَ عِبَادِهٖ وَجَدْتَهَا لَاتَخْرُجُ عَنْ تَحْصِیْلِ الْمَصَالِحِ الْخَالِصَةِ اَوِ الرَّاجِحَةِ بِحَسْبِ الْاِمْکَانِ... تَعْطِیْلِ الْمَفَاسِدِ الْخَالِصَةِ اَوِ الرَّاجِحَةِ بِحَسْبِ الْاِمْکَانِ۔"(۳)

اللہ تعالیٰ کے بندوں کیلئے دیئے ہوئے احکام میں غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان احکام کا اصل مقصد امکانی حد تک مصالح خالصہ یا راجحہ کا حصول یا مفاسد خالصہ یا راجحہ سے بچانا ہے۔

اسی مفہوم کو زیادہ تقویت دیتے ہوئے ابن قیم رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں کہ مختلف اوقات، احوال، اماکن اور اشخاص میں بندوں کی مصالح اور ان کے مفاسد کے خیال رکھنے اور بیان کرنے کیلئے شریعت وضع کی گئی ہے۔

احکام تکلیفیہ کا مقصد بھی حصول مصلحت اور درءِ مفسدت ہے اسی لئے عزالدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ فرض کفایہ کا مقصد حصول مصلحت اور درءِ مفسدت ہے اور تمام افراد کو اس کا مکلف بنانا مقصود نہیں جبکہ:

''وَالْمَقْصُوْدُ بِتَكْلِيْفِ الْاَعْيَانِ حُصُوْلُ الْمَصْلَحَةِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْمُكَلَّفِيْنَ عَلٰى حِدَتِهٖ لِتَظْهَرَ طَاعَتُهٗ اَوْ مَعْصِيَتُهٗ فَلِذٰلِكَ لَا يَسْقُطُ فَرْضُ الْعَيْنِ اِلاَّ بِفِعْلِ الْمُكَلَّفِ بِهٖ وَ يَسْقُطُ فَرْضُ الْكِفَايَةِ بِفِعْلِ الْقَائِمِيْنَ بِهٖ' دُوْنَ مَنْ كُلِّفَ بِهٖ فِيْ اِبْتِدَائِ الْاَمْرِ۔''(۴)

(مکلفین کو فرض عین کے مکلف بنانے کا مقصد ہر ایک کیلئے مصلحت کا حصول ہے تا کہ اس کی اطاعت اور نافرمانی کا پہلو واضح ہو سکے۔ اس لئے فرض عین مکلف کی ادائیگی کے بغیر ساقط نہیں ہوتا اور فرض کفایہ دوسروں کی ادائیگی سے مکلف سے ساقط ہو جاتا ہے۔)

مامورات کا مقصد مصالح کا حصول اور منہیات کا مقصد مفاسد سے بچانا ہے۔(۵) لہٰذا کسی امر کے مامور ہونے کی وجہ کوئی نہ کوئی مصلحت اور منہی عنہ ہونے کی وجہ دین' جان' عقل اور عزت میں سے کسی کیلئے نقصان دہ ہونا ہے۔

دنیوی مصالح اور مفاسد کی معرفت کے بارے میں شاطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ظن غالب کی بنیاد پر مصالح راجحہ اور مفاسد راجحہ کو سمجھا جا سکتا ہے(۶) اور ''نہی'' اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ منہی عنہ میں مکلف کیلئے کوئی مصلحت نہیں اگرچہ کسی کمزور رائے والے کو اس میں مصلحت نظر آئے۔(۷)

محرمات سے اللہ تعالیٰ کا مقصد مکلفین کیلئے تنگی یا مشقت پیدا کرنا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ شَآئَ لَاَعْنَتَكُمْ۔(۸)

(اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ یقیناً تمہیں مشقت میں ڈالتا۔)

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلَالَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ۔(۹)

(وہ (نبی کریم ﷺ) ان کے بوجھ اور سختیوں کو دور کرتے ہیں۔)

اللہ تعالیٰ رب حکیم ہے، اس نے انسان کو اپنی خواہشات اور دنیا کا بندہ بننے کی بجائے اپنا بندہ بنانے والے احکام عطا کئے ہیں۔ اسی لئے نقصان دہ امور کو منہیات اور فائدہ مند امور کو مامورات بنا دیا۔ منہیات کی وجہ عزالدین رحمہ اللہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''كُلُّ تَصَرُّفٍ جَرَّ فَسَادًا اَوْ دَفَعَ صَلَاحًا فَهُوَ مَنْهِيٌّ عَنْهُ كَاِضَاعَةِ الْمَالِ لِغَيْرِ فَائِدَةٍ وَاِضْرَارُ الْاَمْزِجَةِ لِغَيْرِ عَائِدَةٍ فَالْاَكْلُ عَلَى الشِّبَعِ مَنْهِيٌّ عَنْهُ

لِمَا فِیْهِ مِنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ وَاِفْسَادِ الْاَمْزِجَةِ وَقَدْ یُؤَدِّی اِلٰی تَفْوِیْتِ الْاَرْوَاحِ۔"(۱۰)

(ہر وہ تصرف جو فساد کا باعث ہو یا کسی مصلحت کے حصول میں رکاوٹ ہو تو وہ منہی عنہ ہے جیسے بے فائدہ مال کا ضائع کرنا اور بیماری سے شفا یابی کے علاوہ جسم کو نقصان پہنچانا۔ اسی لئے خوب پیٹ بھر کر کھانا منع ہے کیونکہ اس سے مال کا ضیاع ہوتا ہے' انسانی طبیعت میں بگاڑ آتا ہے اور بعض اوقات بسیار خوری موت کا بھی باعث بنتی ہے۔)

ابن قیم رحمہ اللہ نے مامورات کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مامورات اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر رحمت' احسان اور انعام واکرام ہیں کیونکہ ان کے ذریعے ان کی معاشی حالت سنورتی ہے' ان کے ابدان واحوال کی اصلاح ہوتی ہے اور دنیا وآخرت کی بھلائی کا حصول یقینی ہوتا ہے گویا یہ 'اوامر' بدن کیلئے غذا سے بھی زیادہ اہم ہیں۔۔۔اور منہیات بندوں کو نقصان سے بچانے کا باعث ہوتے ہیں۔ مامورات کی اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں کیونکہ وہ تو بے نیاز ہے اور محرمات کا مقصد اپنے بندوں پر بخل کا مظاہرہ نہیں کیونکہ وہ بڑا سخی اور کریم ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی میں بندوں کیلئے جلد اور بدیر سعادت مضمر ہوتی ہے۔(۱۱)

عزالدین رحمہ اللہ اسباب ووسائل کی اہمیت کے بارے لکھتے ہیں:

"اِنَّمَا نُصِبَتِ الْاَسْبَابُ الشَّرْعِیَّةُ لِجَلْبِ الْمَصَالِحِ وَدَرْئِ الْمَفَاسِدِ۔"(۱۲)

اسباب ووسائل شرعیت کا مقصد جلب مصالح اور درء مفاسد ہے۔

مقاصد شریعت کے حصول کیلئے وسائل کی معرفت صحیحہ اور مکلفین کے مقاصد کی تصحیح انتہائی ضروری ہے۔

وسائل کی معرفتِ صحیحہ:

مقاصد شریعت کے حصول کیلئے وسائل کی معرفت صحیحہ انتہائی اہم ہے۔ عزالدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فَالْمَعْرِفَةُ اَصْلُ لِکُلِّ خَیْرٍ وَّ مَصْدَرٌ لِکُلِّ بِرٍّ وَمَصْرِفٌ لِکُلِّ شَرٍّ۔"(۱۳)

(درست معرفت ہر اچھائی کی اصل' ہر نیکی کا ماخذ اور ہر برائی سے بچانے کا ذریعہ ہے۔)

درست معرفت کیلئے درست علم بہت ضروری ہے اور علم عمل کی راہ پر گامزن کرتا ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ علم سے انسان کی کیفیت اور حالت بدل جاتی ہے اور یہ تبدیلی حالت انسان کو عمل پر

ابھارتی ہے۔علم نعمت اور منعم کی معرفت کا نام ہے جبکہ حالت انعام واکرام سے حاصل ہونے والی خوشی کا نام ہے۔منعم حقیقی کے مقصود کی بجا آوری حقیقی علم ہے اور اس کا تعلق دل، اعضاء اور زبان سے عمل کرنے سے ہے۔(۱۴)

امام شاطبی رحمہ اللہ نے علم کی روح عمل کو قرار دیا ہے(۱۵) اور لکھا ہے کہ علم کے حصول کا مقصد تو عمل ہی ہوتا ہے(۱۶) لہٰذا وسائل صحیحہ کی معرفت کیلئے علم ضروری ہے۔علم کے بغیر وسائل شریعت اور مقاصد شریعت کا درست علم حاصل نہیں ہوسکتا۔عزالدین رحمہ اللہ اجتماعی زندگی کے طور طریقوں، انسانی طبائع اور ان کے اخلاق و عادات کی صحیح معرفت کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ جب ایک چیز متعدد بار کہی جائے تو یقیناً انسانی نفوس اس کا اثر قبول کرتے ہیں۔وہ لوگوں کے اذہان وقلوب میں مقاصد شریعت راسخ کرنے کیلئے تکرار کا سہارا ضرور لیتے ہیں اور قرآن کریم میں بھی متعدد اوامر و نواہی میں تکرار آیا ہے۔اس سے یقیناً اہل ایمان کو فائدہ ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔(۱۷)

(نصیحت کرتے رہیے کیونکہ نصیحت مؤمنین کو فائدہ دیتی ہے۔)

لہٰذا درست علم سے حاصل ہونے والی معرفت ہی ایسا وسیلہ ہے جس سے مقاصد شریعت کی معرفت حاصل ہوتی ہے عزالدین رحمہ اللہ ''معارف'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اَلْمَعَارِفُ كُوًى يُنْظَرُ مِنْهَا بِالْبَصَائِرِ إِلٰى عَالَمِ الضَّمَائِرِ۔''(۱۸)

(معارف ہی وہ روشندان ہیں جن سے بصائر کے ذریعے خفیہ عالم کو دیکھا جاسکتا ہے۔)

مامورات اور منہیات کی درست معرفت تمام احکام کی بجا آوری پر ابھارتی ہے اور فطرتی اور جبلی اوصاف بھی مکلفین کو بعض احکام کی اطاعت پر ابھارتے ہیں(۱۹) اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت تمام خیرات عاجلہ وآجلہ کا باعث بنتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کی معرفت سے انسان کے اندر اعلیٰ صفات پیدا ہوتی ہیں، زبان پر عمدہ اقوال جاری ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے افعال سرزد ہوتے ہیں۔(۲۰)

چونکہ دل ہی ہر اچھائی اور برائی کا منبع اور مصدر ہے۔اگر اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور دولت ایمان میسر آجائے تو جسم انسانی اطاعت الٰہی میں مصروف ہوجاتا ہے اور اگر اسے جہالت وکفران میسر ہو تو جسم انسانی عصیان وطغیان میں محو نظر آتا ہے۔اسی لئے نبی کریم ﷺ نے قلب کی اصلاح کو انسانی اصلاح اور قلب کے فساد کو انسانی فساد قرار دیا:

''اَلَا وَ إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً ، إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَ إِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔''(۲۱)

(غور سے سنو! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے، اگر یہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اگر یہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ غور سے سنو! یہ ہے دل۔)

لہٰذا قلبی اصلاح سے جسمانی اصلاح اور قلبی بگاڑ سے جسمانی بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ مقاصد شریعت اوران کے وسائل سے عدم واقفیت کی صورت میں اہل علم سے استفسار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ (۲۲)

(اگر تم کسی شرعی حکم کے بارے میں نہیں جانتے تو اہل علم سے ضرور اس کے بارے میں پوچھو۔)

علم کے برعکس جہالت، عقل کو غیر معمولی اہمیت دیتی ہے اور خواہشات نفسانیہ کی پیروی مقاصد شریعت اوران کے وسائل کی معرفت صحیحہ سے دور کر دیتی ہے۔ اس کی اصل وجہ ذرائع علم کے استعمال کا صحیح نہ ہونا ہے۔ عزالدین رحمہ اللہ، اللہ تعالیٰ کے فرمان:

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ۔ (۲۳)

کے بارے میں کہتے ہیں کہ جس کی معرفت کا حصول واجب ہو اس کے بارے میں ظن سے کوئی بات کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ (۲۴) اور اسی طرح علم کے بغیر فتوی دینا بھی منع ہے۔ (۲۵)

زمخشری رحمہ اللہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اَلنَّھْیُ عَنْ اَنْ یَقُوْلَ الرَّجُلُ مَا لَا یَعْلَمُ وَاَنْ یَعْمَلَ بِمَا لَا یَعْلَمُ۔" (۲۶)

(آدمی کیلئے بغیر علم کے کچھ کہنا اور عمل کرنا منع ہے۔)

تکبُّر، جہالت اور خواہشات نفسانیہ کی پیروی درست فکر اور بصیرت سے محروم کر دیتی ہے کیونکہ آدمی تکبر کی وجہ سے جہالت کے اندھیروں سے نہیں نکل سکتا۔ (۲۷)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ بنی نوع انسان کی اصلاح ایمان اور اعمال صالحہ سے ہوتی ہے لیکن جہالت اور خواہشات نفسانیہ کی پیروی کی وجہ سے اصلاح کا یہ عمل رک جاتا ہے اور لوگ گمراہ ہو کر غضب الٰہی کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ (۲۸)

لہٰذا مقاصد شریعت کے حصول کا اصل وسیلہ صحیح علم ہے اور یہی مکلفین کے مقاصد کی تصحیح کا بھی وسیلہ ہے۔ اسی لئے ابن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عبادات، ارادے اور مقصد کے بغیر درست نہیں ہوتیں اور نیت اور ارادہ علم کے بغیر درست نہیں ہوسکتا۔ (۲۹)

مکلّفین کے مقاصد کی تصحیح:

انسان مختلف عزائم اور مختلف مقاصد کے حامل ہوتے ہیں لیکن شریعت اسلامیہ کی نگاہ میں وہ

مقاصد معتبر ہوتے ہیں جن سے مصالح کا حصول ہو اور مفاسد دور ہوں۔ عز الدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"یَجِبُ عَلَی الْمُکَلَّفِ اَنْ یَعْزِمَ عَلَی الطَّاعَاتِ قَبْلَ وُجُوْبِهَا وَ وُجُوْدِ اَسْبَابِهَا فَاِذَا حَضَرَتِ الْعِبَادَاتُ وَجَبَتْ فِیْهَا الْقَصُوْدُ اِلَی اکْتِسَابِهَا وَ النِّیَّةُ بِالتَّقَرُّبِ بِهَا اِلٰی رَبِّ السَّمٰوٰاتِ۔"(۳۰)

طاعاتِ الٰہی کے وجوب اور ان کے اسباب کی موجودگی سے قبل طاعاتِ الٰہی کی بجا آوری کا عزم مکلف پر واجب ہے جب عبادات کا وقت ہو جائے تو ان کی بجا آوری کا ارادہ و مقصد اور ان کے ذریعے قربِ الٰہی کی نیت واجب ہو جاتی ہے۔

تمام مکلفین مصالح اور ان کے وسائل کے حصول اور مفاسد اور ان کے وسائل سے اجتناب کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ مقاصد شریعت کے حصول کیلئے مکلفین کے مقاصد کی تصحیح اہم وسیلہ ہے لہٰذا مکلفین کے مقاصد کی تصحیح سے متعلق بحث مندرجہ ذیل مباحث پر مشتمل ہے۔

۱۔ مکلفین کے مقاصد
۲۔ شارع کے مقاصد سے تعلق کی بنیاد پر مکلفین کے مقاصد کی اقسام
۳۔ مقاصد شریعت اور مقاصد مکلفین کا تعلق
۴۔ مقاصد مکلفین کی تصحیح کے معاونین

۱۔ مکلفین کے مقاصد:

ابن عاشور رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَ اَمَّا مَقَاصِدُ النَّاسِ فِیْ تَصَرُّفَاتِهِمْ فَهِیَ الْمَعَانِی الَّتِیْ لِاَجْلِهَا تَعَاقَدُوْا اَوْ تَعَاطَوْا اَوْ تَغَارَمُوْا اَوْ تَقَاضَوْا اَوْ تَصَالَحُوْا۔"(۳۱)

مکلفین کے مقاصد سے مراد وہ مقاصد ہوتے ہیں جو انہیں باہم بیع و شراء لین دین کے معاملات، قرض کے لینے دینے، مختلف معاملات میں عدالت سے رجوع کرنے اور صلح کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

ابن عاشور رحمہ اللہ کی بیان کردہ تعریف میں تنگی کا احساس موجود ہے لیکن حکیم ترمذی رحمہ اللہ (۳۲) نے مقصد کے مفہوم میں وسعت پیدا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قصد کا معنی خلاف کا ترک کرنا ہے کیونکہ مقصد تو موافقت اور ترک خلاف سے ہی درست ہو سکتا ہے۔ اگر اس کے برعکس ہو تو وہ مقصد نہیں ہو سکتا لہٰذا اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان پائے جانے والے مخالف امور کا ترک کرنا جیسے ظاہری گناہوں اور باطنی عیوب کا ترک کرنا ہے۔ اسی طرح بندوں کے درمیان پائے جانے والے مخالف امور کا ترک کرنا جیسے بندوں کو اذیت نہ پہنچانا اور ان کے ساتھ نرمی برتنا وغیرہ۔ یہ تمام مکلفین کے مقاصد

ہو سکتے ہیں۔ (۳۳)

۲۔ شارع کے مقاصد سے تعلق کی بنیاد پر مکلفین کے مقاصد کی اقسام:

شارع کے مقاصد کا حصول بہت ضروری ہے۔ جب مکلفین مقاصدِ شارع کے موافق عمل پیرا ہوں گے تو وہ ماٴجود ہوں گے ورنہ معتوب ہوں گے۔ جب شارع کے مقاصد واضح اور ظاہر ہو جائیں تو قیاس کے ذریعے ان کی مخالفت جائز نہیں ہے۔ شارع کے مقاصد سے تعلق کی بنیاد پر مکلفین کے مقاصد اور عمل کے لحاظ سے عزالدین رحمہ اللہ نے چار صورتیں ذکر کی ہیں:

ا۔ مکلفین کے مقاصد اور عمل، شارع کے مقاصد کے موافق ہوں۔ یہ صورت بالکل مستحسن اور باعث اجر وثواب ہوگی۔ عزالدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر اسباب، شرائط اور ارکان ظاہر اور باطن میں ثابت ہو جائیں اور ان میں ظاہر باطن کے موافق ثابت بھی ہو جائے تو شارع کا مقصد حصول مصلحت اور درءِ مفسدت کی وجہ سے ظاہراً اور باطناً حاصل ہوگا اور اس کا آخرت میں اجر وثواب ہوگا۔ (۳۴) جیسے نماز ہے کہ اگر مکلفین نماز حکم الٰہی کی پیروی سمجھ کر ادا کریں یا کوئی آدمی رات کو کچھ دیر کیلئے صرف اس لئے سو جائے تا کہ وہ بقیہ رات قیام کر سکے یا کوئی شخص اس لئے کھانا کھائے کہ وہ اس کے ذریعے قوت حاصل کر کے جہاد میں شرکت کر سکے یا دوسری طاعت الٰہیہ بجالائے۔ (۳۵)

ان امثلہ میں مکلفین کے مقاصد اور عمل، شارع کے مقصد کے موافق ہے۔

ب۔ مکلفین کے مقاصد، شارع کے مقاصد کے موافق ہوں جبکہ مکلفین کا عمل اس کے خلاف ہو، جیسا کہ عزالدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے ظن کے مطابق مصلحت والا کام سرانجام دے جبکہ حقیقت میں وہ مصلحت نہ ہو بلکہ مفسدت ہو تو ایسی صورت میں وہ گناہگار نہیں ہوگا۔۔۔ اس کا یہ فعل اطاعت شمار ہوگا نہ معصیت، اور نہ ہی مباح۔ یہ فعل اسے معاف کر دیا جائیگا۔ جیسے بچوں اور مجنون کے افعال قابل معافی ہوتے ہیں۔ اگر اس کے اس عمل سے کوئی نقصان ہوا تو وہ اس کا ذمہ دار ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے اجنبی عورت کو اپنی بیوی یا اپنی لونڈی سمجھ کر اس سے ہم بستری کر لی تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا لیکن اس پر اس اجنبی عورت کیلئے مہر مثل لازم ہوگا۔ (۳۶)

وہ امور جن میں قصد تو شارع کے قصد کے موافق ہو لیکن غلط فہمی کی وجہ سے وہ عمل شارع کے قصد کے مخالف ہو تو مکلف کو ثواب ملے گا۔ (۳۷)

ج۔ مکلفین کے مقاصد اور افعال، شارع کے احکام اور مقاصد کے خلاف ہوں جیسے کوئی آدمی جان بوجھ کر جھوٹی گواہی دے تو اس کا یہ عمل اور مقصد، شارع کے حکم اور مقصد کے خلاف ہونے کی وجہ سے گناہ کبیرہ اور مستوجب سزا ہے۔ (۳۸) اسی طرح فرائض وواجبات کا عمداً ترک کرنا یا محرمات کا عمداً ارتکاب کرنا بھی گناہ کبیرہ ہیں۔

د۔ مکلفین کے مقاصد تو شارع کے مقاصد کے مخالف ہوں لیکن ان کے افعال واعمال شارع کے مقاصد کے موافق ہوں تو عزالدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر مکلف کے خیال کے مطابق اس کا فعل مفسدت ہو جبکہ حقیقت میں وہ مفسدت نہ ہو تو مفسدت ثابت ہوئے بغیر صرف اسے شارع کے مقاصد کی خلاف ورزی اور مخالفت پر سزا دی جائے گی کیونکہ مفاسد کے چھوٹے بڑے ہونے کی وجہ سے مفاسد کی سزا بھی مختلف ہوتی ہے۔(۳۹) جیسے اگر کوئی شخص کسی کو بے گناہ سمجھنے کے باوجود قتل کر دے اور بعد میں علم ہو کہ اس کا قتل کرنا جائز تھا، یا کوئی شخص کسی عورت کو اجنبی جانتے ہوئے اس سے زنا کرے اور بعد میں علم ہو کہ یہ اس کی بیوی یا اس کی لونڈی تھی تو ایسی صورت میں اس کیلئے دنیوی لحاظ سے فاسق کے احکام جاری ہوں گے کیونکہ اس نے شارع کے حکم کی جان بوجھ کر مخالفت کی ہے۔ اس کی شہادت اور روایت مردود ہوگی۔ لیکن آخرت میں اسے قاتل اور زانی کی سزا نہیں ملے گی کیونکہ آخرت کا ثواب وسزا مصالح اور مفاسد کے مراتب کے لحاظ سے ہوتا ہے۔(۴۰)

مذکور بالا تقسیم امام شاطبی رحمہ اللہ نے بھی ذکر کی ہے۔(۴۱)

۳۔ مقاصد شریعت اور مقاصدِ مکلفین کا تعلق:

مقاصدِ شریعت کا مقاصدِ مکلفین کے ساتھ گہرا تعلق ہے کیونکہ اگر مکلفین کے مقاصد، شریعت کے مقاصد کے موافق ہوں گے تو منشائے الٰہی کی تکمیل ہوگی۔ اگر مکلفین کے مقاصد بُرے ہوں یا مقاصد شریعت کے خلاف ہوں تو مقاصد شریعت کا حصول ہی ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس لئے مکلفین کے مقاصد کی تصحیح کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ عزالدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"كُلُّ تَصَرُّفٍ تَقَاعَدَ عَنْ تَحْصِيلِ مَقْصُودِهٖ فَهُوَ بَاطِلٌ، فَلَا يَصِحُّ بَيْعُ حُرٍّ وَلَا أُمِّ وَلَدٍ وَلَا نِكَاحُ مَحْرَمٍ۔۔۔ فَإِنْ شُرِطَ نَفْيُ الْخِيَارِ فِي الْبَيْعِ صَحَّ عَلٰى قَوْلٍ مُخْتَارٍ لِأَنَّ لُزُوْمَهٗ هُوَ الْمَقْصُوْدُ وَالْخِيَارُ دَخِيْلٌ عَلَيْهِ۔"(۴۲)

(ہر وہ معاملہ جس کا اصل مقصد حاصل نہ ہو تو وہ باطل ہے لہٰذا آزاد آدمی اور اُمِّ ولد(۴۳) کی فروخت اور مَحْرَم(۴۴) سے نکاح صحیح نہیں۔۔۔ اگر خرید و فروخت میں پسند ناپسند کی شرط ختم کر دی جائے تو پسندیدہ قول کے مطابق یہ درست ہے کیونکہ شرط خیار کی نفی سے تجارت کا اصل مقصد حاصل ہو جاتا ہے جبکہ شرط خیار تجارت میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔)

ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر مکلف کا مقصد خالص اللہ تعالیٰ کیلئے نہیں ہے تو وہ جلب مصلحت اور درء مفسدت نہیں بلکہ ضرر ہی ضرر ہے۔۔۔ لہٰذا ہر وہ عمل جو اللہ تعالیٰ کی خاطر نہ کیا جائے وہ باطل ہے ضرورت کے وقت اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔(۴۵)

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کیلئے کوئی عمل بجالا نا حقیقت میں مقاصد شریعت اور مقاصد مکلفین دونوں کے خلاف ہے۔ لہٰذا عزالدین رحمہ اللہ مکلفین کے مقاصد کی تصحیح کیلئے ریا کاری کی حقیقت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ عبادت کے عمل کے ذریعے کوئی دنیوی غرض ہو یعنی کسی دنیوی مصلحت کا حصول ہو یا کسی دنیوی ضرر سے بچنا ہو، ریا کاری کہلاتا ہے لہٰذا:

"فَمَنِ اقْتَرَنَ بِعِبَادَتِهٖ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ اَبْطَلَهَا' لِاَنَّهٗ جَعَلَ عِبَادَةَ اللّٰهِ وَ طَاعَتَهٗ وَ سِيْلَةً اِلٰى نَيْلِ اَغْرَاضٍ خَسِيْسَةٍ دَنِيَّةٍ فَاسْتَبْدَلَ الَّذِيْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ فَهٰذَا هُوَ الرِّيَاءُ الْخَالِصُ۔"(۴۶)

(جس کی عبادت میں ریا کاری شامل ہوگئی تو اس نے اپنی عبادت کو ضائع کر دیا ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور طاعت کو نہایت گھٹیا اغراض کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے لہٰذا اس نے اعلیٰ چیز کے بدلے ادنیٰ چیز کو لیا ہے اور یہی خالص ریا کاری ہے۔)

شاطبی مکلفین کے مقاصد اور مقاصد شریعت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ شارع کے مقاصد سے مکلفین کے مقاصد کی موافقت ضروری ہے۔۔۔ اور مکلفین کے مقاصد کا شارع کے مقاصد کے خلاف ہونا شریعت اسلامیہ کی مخالفت ہے۔(۴۷)

مقاصد شریعت کا حصول صرف اسی صورت میں ممکن ہوتا ہے جب مکلفین کے مقاصد درست ہوں۔ اس موقف کی تائید میں عزالدین رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اگر دو مناظر ایک دوسرے کی ہدایت کے خواہاں ہوں تو دونوں ماُجور ہوں گے کیونکہ وہ دونوں غلبۂ حق کے خواہاں اور سبب ہیں۔ اگر ہر ایک کا مقصد دوسرے کو مغلوب کرنا ہو تو دونوں گناہگار ہوں گے۔(۴۸)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام معاملات و احکامات سے مقاصد شریعت کا حصول صرف اسی صورت ممکن ہے جب مکلفین کے مقاصد، مقاصد شریعت کے موافق ہوں جیسے نکاح کا مقصد حفظ نسل، زوجین میں باہمی مَوَدَّت و رحمت اور سکون کا حصول ہے۔ یہ مقاصد صرف اسی صورت میں حاصل ہوں گے جب مکلف کا مقصد درست ہوگا لہٰذا جب مکلفین کا مقصد نکاحِ حلالہ اور نکاحِ متعہ ہو تو اس صورت میں نکاح کے مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح جہاد کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے، اگر کوئی قوم ریا کاری، شہرت اور مال و دولت کیلئے جہاد کرے تو جہاد کے اصل مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے۔ ہاں اگر جہاد کا مقصد درست ہو یعنی رضائے الٰہی کا حصول ہو تو حصولِ غلبہ کے بعد عدل قائم کیا جائے گا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیا جائیگا تو مقاصد شریعت کا حصول ہوگا۔

۴۔ مقاصد مکلفین کی تصحیح کے معاونین:

عزالدین رحمہ اللہ نے مقاصد مکلفین کی اصلاح اور تصحیح کیلئے خواطر (۴۹) اور احوال (۵۰) کو

معاونین قرار دیا ہے کیونکہ خواطر ہی ارادوں کے اصل محرکات کا باعث بنتے ہیں۔ (۵۱)

عزالدین رحمہ اللہ انسانی دل کو خواطر، کفر، ایمان، عزم وارادہ، محبت ونفرت، اطاعت وبغاوت، معارف، اقوال اور احوال کا ماخذ ومنبع قرار دیتے ہیں نیز حسن کو اچھا سمجھنا، قبیح کو برا سمجھنا، حسن کو برا سمجھنا، قبیح کا اچھا سمجھنا اور اس طرح ظنون صادقہ وکاذبہ کا تعلق بھی دل سے ہوتا ہے۔ (۵۲)

اصلاح قلب کی اہمیت کے پیش نظر عزالدین رحمہ اللہ نے اسے اپنی تالیفات میں بہت اہمیت دی ہے تاکہ انسان احوال حسنہ سے مزین ہو سکے اور عادات قبیحہ وذمیمہ سے بچ سکے۔ آپ رحمہ اللہ احوال کے بارے لکھتے ہیں کہ احوال جوارح اور ابدان دونوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ اگر آپ کسی آدمی کے مرتبہ کو جاننا چاہتے ہیں تو آپ اس پر ظاہر ہونے والے آثار کو دیکھیں اور اس کے اقوال واعمال میں غور وفکر کریں۔ جس پر وعید کے تذکرہ کے وقت رونا اور کپکپاہٹ کے آثار نمایاں ہوں تو وہ خائفین میں سے ہے۔ جس پر وعدہ کے تذکرہ کے وقت خوشی کے آثار نمایاں ہو تو وہ راجین میں سے ہے۔ جس پر دونوں کے آثار نمایاں ہوں تو وہ خائفین اور راجین دونوں میں سے ہے۔ جس پر حسن وجمال کے ذکر سے خوشی کے آثار نمایاں ہوں تو وہ محبین میں سے ہے اور اسی طرح جس پر اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کے ذکر سے عاجزی وانکساری کے آثار نمایاں ہوں تو وہ ہائبین اور معظمین میں سے ہے۔ (۵۳)

عزالدین رحمہ اللہ نے خواطر واحوال کی تصحیح کیلئے مندرجہ ذیل امور پر خصوصی توجہ دی ہے:

i۔ اخلاص پیدا کرنا اور ریاکاری وشہرت سے بچنا (۵۴)

اس عمل سے رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے اور نفس انسانی کو عزت وبزرگی حاصل ہوتی ہے۔

ii۔ عقیدے کی اصلاح (۵۵)

نفس انسانی کی اصلاح میں درست عقیدے کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے جو عمل میں تبدیلی کا باعث بنتا ہے۔

iii۔ عبادات کی بجا آوری:

اس سے نفس انسانی خواہشات نفسانیہ کی پیروی پر قدرت رکھنے کے باوجود اطاعت الٰہی کو ترجیح دیتا ہے۔

iv۔ ارادے کی اصلاح:

ارادہ ہی مستقبل میں کئے جانے والے اعمال کا محرک ہوتا ہے۔ یہی انسان کی سیاسی، معاشی، اجتماعی، دنیوی اور اخروی زندگی کے معاملات میں اثر انداز ہوتا ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔ (۵۶)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلے

عزالدین کہتے ہیں کہ مکلفین کا ارادہ شارع کے ارادے کے تابع ہو لہٰذا اس کا تمام طاعات،

اخلاص اور عبادات کے ذریعے قربِ الٰہی کا ارادہ ہو۔ اگرچہ یہ ارادہ اللہ کے عذاب کے خوف یا اس کے ثواب کی امید یا اس سے حیاء یا محبت کی وجہ سے ہو۔(۵۷) لہٰذا اللہ تعالیٰ کی بندگی کا ارادہ یقیناً عبادات کی ادائیگی کا موجب بنتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارادہ طاعات الٰہیہ سے دور کر دیتا ہے۔ معصیت سے کراہت انسان کو معصیت سے بچاتی ہے اور اطاعت کی کراہیت' اطاعت کی ادائیگی سے روکتی ہے۔

عزالدین رحمہ اللہ مکلفین کے ارادے کو رضائے الٰہی کیلئے ضروری قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اِرَادَةُ وَجهِ اللهِ تَعَالٰی وَسِیلَةٌ اِلَی السَّعْیِ فِیمَا یُرْضِیهِ۔۔۔اِرَادَةُ الْاٰخِرَةِ وَسِیلَةٌ اِلَی السَّعْیِ لَهَا وَاِرَادَةُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ وَسِیلَةٌ اِلٰی فِعْلِهِ۔"(۵۸)

(اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ارادہ' اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والے اعمال کی بجا آوری کا وسیلہ ہے۔۔۔ آخرت کا ارادہ اُخروی زندگی میں کام آنے والے اعمال کی بجا آوری کا وسیلہ ہے اور عمل صالح کا ارادہ اس عمل کا بجالانے کا وسیلہ ہے۔)

لہٰذا مکلفین کے ارادے کی اصلاح سے مقاصد شریعت کا حصول ممکن ہوتا ہے۔

۷۔ فکر کی اصلاح:

کسی شئے کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنے کیلئے بار بار نظر ڈالنے' دیکھنے' غور و فکر کرنے اور غور و فکر کے بعد حاصل ہونے والی معرفت کو فکر کا نام دیا جاتا ہے۔(۵۹)

عزالدین رحمہ اللہ نے فکر کی جگہ لفظ "نظر" کا استعمال کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"اَلنَّظَرُ فِکْرٌ مُوْصِلٌ اِلٰی مَعْرِفَةٍ اَوْ اِعْتِقَادٍ اَوْ ظَنٍّ۔ اِذْ لَا یُتَقَرَّبُ اِلَی الْاِلٰهِ بِشَکٍّ وَلَا وَهْمٍ۔"(۶۰)

(غور و فکر سے معرفت یا عقیدہ یا ظن حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا قرب شک اور وہم کے ذریعے حاصل نہیں ہوسکتا۔)

محمود غور و فکر سے یقیناً ان باتوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے جن کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے غور و فکر کو قرار دیا ہے جبکہ مذموم فکر و نظر ممنوع امور سے آگاہی کا باعث بنتی ہے۔

عزالدین رحمہ اللہ نے غور و فکر کو مامورات باطنہ میں شمار کرتے ہوئے:

"قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"(۶۱)

اور

"اَوَ لَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ۔"(۶۲)

سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ منظور فیہ (جس چیز میں غور و فکر کیا جائے) کے اعلیٰ ہونے کی وجہ سے نظر و فکر بھی اعلیٰ ہوجاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں غور و فکر ہر نظر و فکر سے افضل ہے

کیونکہ یہ افضل مقاصد کے حصول کا باعث بنتا ہے حتیٰ کہ یہ مقاصد شریعت کے حصول کا بھی باعث بنتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی رسالت کی صداقت میں غور وفکر آپ ﷺ کی اتباع کا وسیلہ ہے اور یہ اتباع دنیا وآخرت کی سعادت کا ذریعہ ہے۔ آخرت میں غور وفکر اس کیلئے تیاری کا وسیلہ ہے۔(۶۳)

لہٰذا اپنے گزشتہ اعمال حسنہ میں غور وفکر اظہار تشکر کا اور اعمال سیّۂ میں غور وفکر توبہ واستغفار کا باعث بنتا ہے۔(۶۴)

vi۔ محبّت:

نظر آنے والی یا مظنون چیز کے بارے اچھا ارادہ محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں سے محبت یقیناً انعام الٰہی ہوتا ہے جبکہ بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت اللہ تعالیٰ کے قرب کا حصول ہوتا ہے۔(۶۵)

جب محبت کا رخ درست ہو جائے تو مقاصد شریعت کا حصول بھی ممکن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سچی محبت بندے کو اطاعت الٰہیٔ اعمال صالحہ کے بجالانے اور اعمال سیئہ سے بچانے کا وسیلہ ہے لہٰذا اس کی محبت کے آثار نمایاں ہونے چاہئیں۔ ایمان کی محبت اعمال صالحہ اور نبی کریم ﷺ کی محبت محبوب کی اطاعت کا وسیلہ ہے۔ لہٰذا مکلفین کو دنیوی اغراض پر مبنی محبت سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ محبت مقاصد علیا سے محرومی کا باعث بنتی ہے۔

vii۔ دنیوی زندگی سے دھوکا نہ کھانا:

دنیوی زندگی اور اس کی آسائشات سے گہری وابستگی مقاصد شریعت کے حصول میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللهِ الْغَرُوْرُ۔(۶۶)

(دنیاوی زندگی تمہیں دھوکہ میں نہ ڈال دے اور شیطان تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ نہ دے دے۔)

دنیوی زندگی کے دھوکہ کی وجہ سے انسان آخرت سے اعراض کرتا ہے(۶۷) اور لمبی لمبی آرزوئیں اسے آخرت کی تیاری سے باز رکھتی ہیں۔(۶۸)

viii۔ خوف:

کسی مظنونہ یا معلومہ علامت کی وجہ سے کسی ناپسندیدہ چیز کے حصول کی توقُّع خوف کہلاتا ہے۔(۶۹) جبکہ عزالدین رحمہ اللہ کے نزدیک سخت سزا کی معرفت سے پیدا ہونے والا ڈر خوف کہلاتا ہے۔(۷۰) یہی سزا کا خوف مصالح کے حصول اور درء مفاسد کا باعث بنتا ہے۔ مکلفین فسق وفجور اور عصیان وعدوان سے باز آجاتے ہیں اور ساتھ ساتھ تقویٰ اور اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ پیدا کرتا

ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن کو جانتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف باعث تقویٰ بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی گرفت کا خوف اعمال صالحہ کا موجب بنتا ہے اور قیامت کا خوف اس کیلئے عملاً تیاری کا وسیلہ ہے۔ (۷۱)

اس خوف کی تصحیح کا مطلب یہ ہے کہ خوف صرف اللہ تعالیٰ کا ہونا چاہئے۔ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے حقوق میں سے ہے لہٰذا غیر اللہ کا خوف اللہ تعالیٰ کی حق تلفی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بے خوفی عصیان وطغیان اور فساد فی الارض کا باعث بنتی ہے۔

ix۔ رَجاء:

اس کا حصول اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ کی معرفت سے ہے۔ (۷۲) اس کی اصلاح سے مکلفین کے عمل میں درستگی آجاتی ہے۔ عزالدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اَلرَّجَاءُ حَاثٌّ عَلَی الطَّاعَاتِ لِمَا رُتِّبَ عَلَيْهَا مِنَ الْمَثُوْبَاتِ۔" (۷۳)

(امید طاعات کا باعث بنتی ہیں اور طاعات پر اجر وثواب دیا جاتا ہے۔)

اسی طرح ثواب کی امید طاعت وبندگی اور گناہوں کی بخشش کی امید بخشش کے اسباب کی سعی کا وسیلہ ہے۔ (۷۴)

اللہ تعالیٰ کے فرمان:

يَرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۔ (۷۵)

کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ رجاء کی بنیاد عمل ہے۔ امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ خوف اور رجاء دونوں انسان کو عمل پر ابھارتے ہیں، اگر عمل کا جذبہ مفقود ہو تو یہ تمنی اور دھوکہ ہے۔ (۷۶) لیکن عزالدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مکلفین کے اعمال کی بنیاد حسنِ ظن پر ہوتی ہے کیونکہ انہیں ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ کہیں ان کے اعمال اکارت نہ ہو جائیں۔ (۷۷) اور اس پر دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ذکر کی ہے:

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ۔ (۷۸)

(وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں حالانکہ ان کے دل اس بات سے خوفزدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔)

طُوْلِ اَمَل چونکہ آخرت کی تیاری کیلئے سب سے بڑا مانع ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ مکلفین کو متنبہ فرماتا ہے:

ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ۔ (۷۹)

(آپ انہیں کھانے پینے اور مزے لینے دیں اور لمبی امیدوں کو انہیں غافل کرنے دیں وہ مستقبل میں جان جائیں گے۔)

''فسوف یعلمون'' میں مکلفین کیلئے وعید موجود ہے۔طول امل کے بارے میں قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ طول امل ایک لا علاج اور دائمی مرض ہے جب یہ دل میں براجمان ہوجائے تو آدمی کا مزاج بگڑ جاتا ہے یہ بیماری جب شدت اختیار کر جاتی ہے تو طبیب عاجز آجاتے ہیں۔حکماء وعلماء اس کی صحتیابی سے ناامید ہوجاتے ہیں۔(۸۰)

عزالدین نے رجاء کی دو قسمیں ذکر کی ہیں:

اول: رجائے سلبی

دوم: رجائے ایجابی

رجائے سلبی:

وہ رجاء جو جھوٹی تمناؤں اور دھوکہ پر مبنی ہو جیسے مکلفین بلند مراتب اور درجات کے خواہاں تو ہوں لیکن وہ اعمال صالحہ وطاعات کی بجا آوری سے خالی ہوں۔اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَیۡسَ بِأَمَانِیِّکُمۡ وَلَآ أَمَانِیِّ اَهۡلِ الۡکِتَابِ۔(۸۱)

(نجات کا دارومدار نہ تمہاری جھوٹی امیدوں پر ہے اور نہ ہی اہل کتاب کی جھوٹی امیدوں پر ہے۔)

یعنی تمہاری اور اہل کتاب کی صرف جھوٹی تمناؤں پر جنت میں دخول ممکن نہیں(۸۲) بلکہ اعمال صالحہ کی بنیاد پر ہے۔(۸۳)

دوم: رجائے ایجابی:

وہ رجاء جو عمل صالح جدوجہد اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن پر مشتمل ہو۔(۸۴)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''وَاٰخَرُوۡنَ اعۡتَرَفُوۡا بِذُنُوۡبِهِمۡ خَلَطُوۡا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا عَسَی اللّٰهُ اَنۡ یَّتُوۡبَ عَلَیۡهِمۡ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ۔''(۸۵)

(اور دوسرے وہ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا کیونکہ انہوں نے اچھے اور برے دونوں عمل کئے تھے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔)

اطاعت الٰہی کے لئے جدوجہد کا عمل اصل میں اطاعت کے عمل کی تکمیل اور تسلسل کا وسیلہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

جَاهِدُوۡا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔(۸۶)

(اللہ تعالیٰ کیلئے ایسے جدوجہد کرو جیسے جدوجہد کرنے کا حق ہے۔)

رجائے ایجابی میں صرف عمل مقصود نہیں ہوتا بلکہ عمل صالح اور حسن مقصود ہوتا ہے، قرآن کا

مکلفین سے اعمال صالحہ اور حسنہ کا مطالبہ ہے جس پر یہ آیات دلیل ہیں:

اِنَّا لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ مَنۡ اَحۡسَنَ عَمَلًا۔ (۸۷)

اور

وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنۡفُسِهِمۡ یَمۡهَدُوۡنَ۔ (۸۸)

لہٰذا مقاصد شریعت کے حصول کیلئے رجاء کی تصحیح کا مطلب رجائے ایجابی کا حصول ہے جس کی بنیاد عمل صالح اور عمل حسن ہے۔

x۔ ناامیدی کا خاتمہ:

احوال کی تصحیح کیلئے ناامیدی کا خاتمہ ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ کفار اللہ تعالیٰ سے ناامید ہیں:

وَلَا تَیۡاَسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یَیۡاَسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡكٰفِرُوۡنَ۔ (۸۹)

(اور تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ صرف کافر قوم ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوتی ہے۔)

اسی طرح گمراہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں:

وَمَنۡ یَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ۔ (۹۰)

(گمراہوں کے علاوہ اور کوئی اپنے رب کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتا۔)

عزالدین رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت واسعہ اور مغفرت کو کمتر سمجھنے کو ناامیدی کی وجہ قرار دے کر اسے گناہ عظیم شمار کیا ہے۔ (۹۱) یہی وجہ ہے کہ رجاء انسان کو ناامیدی سے بچاتی ہے اور ہلاکت سے نکال کر ابدی زندگی کا باعث بنتی ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام مبنی بر حکمت ہیں جنہیں اصول فقہ کی اصطلاح میں مقاصد شریعت کہتے ہیں۔ ان مقاصد شریعت کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ نے اوامر و نواہی کا ایک ایسا مربوط نظام دیا ہے کہ اگر ان کی روشنی میں مکلفین زندگی گزاریں تو جہاں اللہ تعالیٰ کے تخلیقی مقاصد حاصل ہوں گے وہیں مکلفین کو راحت و اطمینان بھی نصیب ہوگا، لہٰذا ضروری ہے کہ مکلفین کو ان وسائل کی معرفت صحیحہ حاصل ہو اور ساتھ ہی مقاصد کی تصحیح احکام الٰہی کی روشنی میں ہوتا کہ وہ دنیوی اور اخروی مصالح حاصل کریں اور مفاسد سے بچ سکیں۔

❖❖❖

حواشی وحوالہ جات

۱۔ عزالدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام، الامام فی بیان ادلۃ الاحکام، دارالبشائر الاسلامیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء، ص ۱۹۱

۲۔ آمدی، علی بن ابی علی محمد بن سالم، سیف الدین، الاحکام فی اصول الاحکام، دارالحدیث، قاہرہ: ۳۸۹/۳

۳۔ ابن قیم، محمد بن ابی بکر، ابوعبداللہ، مفتاح دارالسعادۃ ومنشور ولایۃ العلم والارادۃ، مکتبۃ حمیدو، مصر، دارالفکر، بیروت، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔: ۲/ ۱۴، ۲۲، ۳۲

۴۔ عزالدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام، قواعد الاحکام فی اصلاح الانام، دارابن حزم، بیروت، لبنان، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء، ص ۵۵

۵۔ قواعدالاحکام: ۲۵۵

۶۔ الموافقات: ۲/ ۲۶

۷۔ الموافقات: ۱/ ۲۹۴

۸۔ البقرہ: ۲/ ۲۲۰

۹۔ الاعراف: ۷/ ۱۵

۱۰۔ قواعدالاحکام: ۳۶۶

۱۱۔ مفتاح دارالسعادۃ: ۲/ ۱۰

۱۲۔ قواعدالاحکام: ۳۴۶

۱۳۔ عزالدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام، شجرۃ المعارف والاحوال وصالح الاقوال والاعمال، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، سعودی عرب، ص ۲۴

۱۴۔ غزالی، محمد بن محمد بن محمد، ابوحامد، امام، حجۃ الاسلام، احیاء علوم الدین، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان۔ ۴/ ۸۱

۱۵۔ الموافقات: ۱/ ۶۲

۱۶۔ الموافقات: ۲/ ۴۰۴

۱۷۔ الذاریات: ۵۱/ ۵۵

۱۸۔ شجرۃ المعارف: ۲۵

۱۹۔ شجرۃ المعارف: ۲۲

۲۰۔ شجرۃ المعارف: ۲۳

۲۱۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدینہ، حدیث نمبر: ۵۲، ۱/ ۲۸

۲۲۔ النحل: ۱۶/ ۴۳

۲۳۔ سورۃ الاسراء: ۱۷/ ۳۶؛ ترجمہ: جس کا آپ کو علم نہیں اس کے بارے میں کچھ نہ بتائیں۔

۲۴۔ شجرۃ المعارف: ۱۰۵، عزالدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام، تفسیر القرآن، دار ابن حزم، بیروت، لبنان، ۱۴۲۲/ ۲۰۰۲ھ، ص ۲۹۳

۲۵۔ شجرۃ المعارف: ۲۸۷

۲۶۔ زمخشری، محمود بن عمر، جار اللہ، الکشاف عن حقائق غوامض القرآن، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۲/ ۶۶۶

۲۷۔ احیاء علوم الدین: ۳/ ۳۴۵

۲۸۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم، امام شیخ الاسلام، مجموع الفتاوی، سعودی عرب، ۱۵/ ۲۴۲

۲۹۔ ابن العربی، محمد بن عبداللہ، ابوبکر، احکام القرآن، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، لبنان، ۱/ ۲۱۰، ۲۱۱

۳۰۔ قواعد الاحکام: ۲۱۱

۳۱۔ طاہر ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ، دالفکر بیروت لبنان ص ۴۱۵

۳۲۔ یہ محمد بن علی بن حسن، ابوعبداللہ (۳۲۰ھ) المعروف حکیم ترمذی ہیں جو ایک محقق، صوفی اور اصول الدین اور حدیث کے جید عالم تھے۔
(زِرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملایین، بیروت، لبنان، ۱۹۸۹ء، ۶/ ۲۷۲)

۳۳۔ ترمذی، محمد بن علی بن حسن، حکیم، الحج و اسرارہ، مطبعۃ السعادۃ، مصر، ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء، ص ۷۱، ۷۲

۳۴۔ قواعد الاحکام: ۱۳۱

۳۵۔ قواعد الاحکام: ۱۸۰

۳۶۔ قواعد الاحکام: ۳۰؛ مزید امثلہ کیلئے قواعد الاحکام کے صفحات ۳۰، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۴۴، ۱۸۰ کا مطالعہ کیجئے۔

۳۷۔ الموافقات: ۲/ ۳۳۷، ۳۴۸

۳۸۔ قواعد الاحکام: ۱۴۴

۳۹۔ قواعد الاحکام: ۱۳۳، ۱۳۴

۴۰۔ قواعد الاحکام: ۲۸، ۲۹

۴۱۔ الموافقات: ۲/ ۳۳۷-۳۴۸

۴۲۔ قواعد الاحکام: ۴۲۲

۴۳۔ وہ لونڈی جس کی اس کے آقا سے اولاد ہو جائے وہ ام ولد کہلاتی ہے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوتی، نہ ہی اسے کسی دوسرے کی ملکیت میں دیا جا سکتا ہے لیکن اس سے خدمت لینا، اس سے وطی کرنا، اسے اجرت پر دینا جائز ہے۔ (القدوری: ۱۷۰)

۴۴۔ وہ رشتے جن کے ساتھ نکاح کرنا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے حرام قرار دیا ہے انہیں "مَحْرَم" کہا جاتا

ہے جیسے ماں، بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی، دادی، نانی، باپ، بھائی، ماموں، چچا، دادا وغیرہ یہ تمام رشتے محرم ہیں اوران کے ساتھ کسی صورت بھی نکاح کرنا جائز نہیں۔

۴۵۔ مجموع الفتاوی: ۱۱/ ۳۵۰

۴۶۔ قواعد الاحکام: ۱۴۶؛ جس نے بھی کوئی اچھا عمل غیر اللہ کیلئے کیا تو اس نے بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔(قواعد الاحکام: ۱۴۸)

۴۷۔ الموافقات: ۲/ ۳۳۱۔۳۳۳

۴۸۔ قواعد الاحکام: ۱۴۰؛ عزالدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام، الفوائد فی مشکل القرآن، المطبعۃ العصریۃ، کویت، ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۷ء، ص ۱۴۴

۴۹۔ امام غزالی کے نزدیک دل میں پیدا ہونے والے اذکار اور حدیث نفس خواطر ہیں (احیاء علوم الدین: ۳/ ۲۶، ۴۱)

۵۰۔ انسانی صفات واخلاق کو احوال کہتے ہیں شکر، خوف، امید، زہد، تقویٰ، اخلاص وغیرہ احوال محمودہ ہیں جبکہ حسد، بخل، تکبر، ریاکاری، اور جاہ طلبی وغیرہ احوال مذمومہ ہیں۔(احیاء علوم الدین: ۱/ ۲۰، ۲۱)

۵۱۔ احیاء علوم الدین: ۳/ ۲۶، ۲۷

۵۲۔ قواعد الاحکام: ۱۹

۵۳۔ قواعد الاحکام: ۴۹۷، ۴۹۸

۵۴۔ شجرۃ المعارف: ۵۲۔۵۴، ۱۰۴۔۱۳۶؛ ۱۹۳ و مابعد؛ قواعد الاحکام: ۱۴۵۔۱۴۹، ۲۲۴

۵۵۔ عقیدے کی اصلاح کی اہمیت کے پیش نظر عزالدین نے ''الملحۃ فی اعتقاد اھل الحق'' تالیف کی۔ مزید ملاحظہ کیجئے الامام ۲۱۷ و مابعد

۵۶۔ الرعد: ۱۳/ ۱۱

۵۷۔ شجرۃ المعارف: ۳۳، ۶۴

۵۸۔ شجرۃ المعارف: ۶۳، ۶۴

۵۹۔ راغب اصفہانی، حسین بن مفضل، ابوالقاسم، المفردات فی غریب القرآن، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ص ۴۴۹

۶۰۔ شجرۃ المعارف: ۵۷

۶۱۔ یونس: ۱۰/ ۱۰۱، ترجمہ: آپ انہیں کہیے کہ وہ غور وفکر کریں کہ آسمانوں اور زمین میں کیا ہے۔

۶۲۔ الاعراف: ۷/ ۱۸۵۔ ترجمہ: کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور دوسری اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی شے میں غور وفکر نہیں کیا۔

۶۳۔ شجرۃ المعارف: ۵۵، ۵۶

۶۴۔ شجرۃ المعارف: ۶۸

۶۵۔ المفردات: ۱۱۲، ۱۱۳

۶۶۔ لقمان: ۳۱/ ۳۳

۶۷۔ شجرۃ المعارف: ۱۱۶
۶۸۔ شجرۃ المعارف: ۱۲۴
۶۹۔ المفردات:۱۶۶
۷۰۔ عزالدین، عبدالعزیز بن عبدالسلام، کتاب الاشارۃ الی الایجاز فی بعض انواع المجاز، مکتبۃ توحید وسنت، پشاور، ص ۹۸
۷۱۔ شجرۃ المعارف: ۸۲؛ قواعدالاحکام: ۲۰۵
۷۲۔ الاشارہ الی الایجاز: ۹۸
۷۳۔ قواعدالاحکام: ۲۰۵
۷۴۔ شجرۃ المعارف: ۸۵
۷۵۔ فاطر: ۲۹/۳۵۔ ترجمہ: وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی نقصان سے دوچار نہیں ہوگی۔
۷۶۔ احیاء علوم الدین: ۱۴۴/۴
۷۷۔ قواعدالاحکام: ۳
۷۸۔ المؤمنون: ۶۰/۲۳
۷۹۔ الحجر: ۳/۱۵
۸۰۔ قرطبی، محمد بن احمد، ابو عبداللہ، انصاری، الجامع لاحکام القرآن، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۳،۲/۱۰
۸۱۔ النساء: ۱۲۳/۴
۸۲۔ شجرۃ المعارف: ۱۱۷
۸۳۔ تفسیر القرآن للعز: ۱۱۶
۸۴۔ شجرۃ المعارف: ۱۰۰
۸۵۔ التوبہ: ۱۰۲/۹۔ اسی آیت کے پیش نظر عزالدین نے اسے رجاء التوبہ کا نام دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن کا نام ہے۔ (شجرۃ المعارف: ۱۰۰)
۸۶۔ الحج: ۷۸/۲۲۔ مزید دیکھئے سورۃ البقرہ: ۶۳/۲، سورۃ الاعراف: ۱۴۵/۴؛ سورۃ مریم: ۱۲/۱۹
۸۷۔ الکھف: ۳۰/۱۸۔ ترجمہ: ہم اس کا اجر ضائع نہیں کرتے جس نے عمل حسن انجام دیا ہو۔
۸۸۔ الروم: ۴۴/۳۰۔ ترجمہ: جنہوں نے عمل صالح کیا انہوں نے اپنی کامیابی کی راہ ہموار کی۔
۸۹۔ یوسف: ۸۷/۱۲
۹۰۔ الحجر: ۵۶/۱۵
۹۱۔ شجرۃ المعارف: ۱۱۹

❖❖❖